

قربانی اور مسائل عید قربان

حامداً ومصلیاً ومسلماً اما بعد، ماہ ذی الحجہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں بہت ہی عظمتوں برکتوں اور نعمتوں کا مہینہ ہے اس مہینے میں اسلام کا بنیادی رکن حج بیت اللہ ادا کیا جاتا ہے۔ اور اسی مہینے میں ابوالانبیاء خلیل الرحمن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم سنت کی احیاء ہوتی ہے اس لئے مہینے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور خصوصیت سے ماہ ذی الحجہ کے پہلے دس دن مزید عظمت والے ہیں۔

ذی الحجہ کے دس دنوں کی فضیلت:

قرآن کریم کی سورۃ الفجر میں اللہ جل شانہ نے جن دس راتوں کی قسم کھائی ہے، جمہور علماء کے ہاں ان دس راتوں سے مراد ذی الحجہ کی راتیں ہیں، اور یہی ان کی فضیلت کے لئے کافی ہے۔ احادیث مبارکہ میں بھی ذی الحجہ کے پہلی دس دنوں کی بہت فضیلت وارد ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ ما العمل فی ایام افضل منها فی ہذہ قالوا ولا الجہاد قال ولا الجہاد الا رجل خرج یخاطر بنفسه وماله فلم یرجع بشئ۔ (بخاری، جلد اول، صفحہ ۱۳۲)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی دن میں عمل کرنا ان دنوں میں عمل کرنے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ لوگوں نے عرض کیا جہاد بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد بھی نہیں مگر ہاں اس کا جہاد جس نے اپنی جان و مال کو خطرے میں ڈال دیا اور کچھ واپس نہ لایا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے ایک اور روایت ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ ما من ایام اعظم عند اللہ ولا احب الی اللہ العمل فیہن من ایام العشرۃ فاکثروا فیہن من التسبیح والتہلیل والتکبیر (المعجم الکبیر الطبرانی جلد ۱۱۔ حدیث نمبر ۱۱۱۱۳۔ صفحہ ۸۳)

کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے دس دنوں کے علاوہ کوئی دوسرے ایام عظمت والے نہیں ہیں اور نہ ان دنوں کی نیکی سے دوسرے دنوں کی نیکی اللہ کو زیادہ محبوب ہے اسلئے تم ان دنوں میں اللہ کی تسبیح

تھلیل، تمجید اور تکبیر کثرت سے کر لیا کرو اس روایت میں تسبیح سے مراد سبحان اللہ، تھلیل سے مراد لا الہ الا اللہ، تمجید سے مراد الحمد للہ اور تکبیر سے مراد اللہ اکبر ہے۔

جس طرح ان دنوں میں عبادت کرنا اور اللہ کا ذکر کرنا افضل ہے تو اسی طرح ان دنوں کے روزے رکھنا بھی باعث اجر و ثواب ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ صائم ایام احب الی اللہ ان یتعبدلہ فیہا من عشر ذی الحجة یعدل صیام کل یوم منها بصیام سنة و قیام کل لیلۃ منها قیام لیلۃ القدر (مجمع الزوائد) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی بھی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کے ہاں ذی الحجہ کے ان دس دنوں کی عبادت سے زیادہ محبوب ہو۔ ان دس دنوں میں سے ایک دن کے روزے کا ثواب ایک سال روزوں کے ثواب کے برابر ہے اور ایک رات کے قیام کا ثواب لیلۃ القدر کے قیام کے برابر ہے۔

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ: اور خصوصاً ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ کے دن) روزہ رکھنا اور بھی زیادہ فضیلت کا باعث ہے، حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ قال رسول اللہ ﷺ صیام یوم العرفۃ احتسب علی ان یکفر السنۃ الی قبلہ و السنۃ الی بعدہ (مسلم) کہ آنحضرت ﷺ نے عرفہ کے دن روزہ کے بارے میں فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے ثواب کی نیت رکھتے ہوئے اس دن کا روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے اس دن سے ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے تمام گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اس لئے علماء کرام نے فرمایا ہے کہ ان فضائل کے حصول کی خاطر اس دن کا روزہ رکھنا چاہیے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں: اسی طرح ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو روزہ رکھنے کا ثواب بھی بہت بڑا ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور شروع چاند سے نویں تک برابر روزے رکھے تو بہت ہی بہتر ہے (بہشتی زیور)

عید الاضحیٰ کی رات کی فضیلت: اس مہینے کی اول دس راتوں کی فضیلت اپنی جگہ مسلم ہے مگر دسویں ذی الحجہ کی رات کی فضیلت اپنی نوعیت کی ہے، رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو عید الاضحیٰ کی رات اور عید الفطر کی رات عبادت میں مشغول رہنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ اس رات اللہ کی یاد میں مصروف رہے اور ڈھیروں ثواب حاصل کرے، حضرت ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: من قام لیلۃ العیدین محتسباً لم یمت قلبہ یوم یموت القلوب (ابن ماجہ) کہ جو شخص دونوں عیدین کی راتوں کو ثواب کی نیت سے قیام کرے گا (یعنی اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے گا) تو اس کا دل اس دن بھی مردہ نہ ہوگا جس دن تمام لوگوں کے قلوب مرجائیں گے۔

اور دوسری روایت میں ہے عن معاذ بن جبل عن النبی ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ من احياء الالباء الخمسة و حیاتہم لیلۃ القدر و لیلۃ العرفۃ و لیلۃ النحر

وليلة الفطر وليلة النصف من شعبان (رواہ الاصفہانی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص پانچ راتوں کو زندہ رکھے گا (ان راتوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول رہے) تو اس کے لئے جنت واجب ہے، وہ پانچ راتیں یہ ہیں لیلۃ الترویہ یعنی آٹھ ذی الحجہ کی رات، عرفہ کی رات، بقرہ عید کی رات، عید الفطر کی رات اور پندرہویں شعبان کی رات۔

ان راتوں میں جتنا ہو سکے اللہ کی عبادت میں مشغول رہنا چاہیے، آج کل لوگ ان راتوں کو عبادت میں گزارنے کی بجائے، عیاشی اور ہوا پرستی میں گزارتے ہیں بعض فلم بینی میں مشغول ہوتے ہیں اور بعض شطرنج، ناش اور دیگر لعو و لعب میں مشغول رہتے ہیں، یہ ہماری کم بختی ہے کہ اتنی فضیلت والی راتیں ہم سے ویسے گزر جاتی ہیں اور ہم اس میں اللہ کی رضا جو مسلمانوں کا مقصود اصلی ہے حاصل نہیں کر سکتے۔

ذی الحجہ کے دس دنوں میں ناخن وغیرہ کاٹنے کا حکم: ذی الحجہ کی فضیلت ہمارے سامنے ہے، دراصل یہ دس دن خاص حج کے ایام ہیں حج وہ عظیم عبادت ہے جو خاص مکہ مکرمہ میں ادا کی جاتی ہے چونکہ تمام لوگوں کا وہاں جانا نہیں ہوتا مگر ان کے ساتھ نسبت پیدا کیا جاسکتا ہے۔ اس لئے جو حضرات اس مہینے کے دسویں تاریخ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی احیاء کا ارادہ رکھتے ہیں ان کو چاہیے کہ پہلے سے ہی اس کے آداب کا لحاظ رکھیں، اس سنت کے آداب میں سے یہ بھی ہے یکم ذی الحجہ سے لے کر دس ذی الحجہ تک اپنے ناخن یا بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے۔ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اذ دخل العشر و ارا بعضکم ان یضحی فلا یأخذن شعراہ ولا یقلمن ظفرہ (رواہ مسلم) کہ جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے تو جو تم میں سے قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ ان دس دنوں میں اپنے بال یا ناخن وغیرہ نہ کاٹے۔ اور یہ حجاج کے ساتھ ایک گونا نسبت پیدا کرنا ہے اس لئے کہ حجاج کرام دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں اللہ تعالیٰ کے حضور اپنی اپنی قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ تو دوسرے مقامات پر رہنے والے صاحب استطاعت مسلمان بھی اپنی اپنی جگہ ٹھیک اسی دن اللہ کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ اور جس طرح حاجی احرام باندھنے کے بعد بال، ناخن وغیرہ نہیں تراشتے اور دس ذی الحجہ کو قربانی کے بعد کاٹتے ہیں تو اسی طرح دوسرے مسلمان بھی جو قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں۔ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی تک بال، ناخن نہ تراشتے اور جب دسویں ذی الحجہ کو قربانی کرے تو اپنے بال و ناخن وغیرہ کاٹ دے، چونکہ یہ ممانعت کراہت تنزیہی تک محدود ہے اس لئے علماء نے صرف امت نے بھی قربانی کرنے والوں کے لئے اس امر کا خیال رکھنے کو مستحب کہا ہے، مگر یاد رکھیں کہ یہ امر صرف اس شخص کے لئے ہے جو قربانی کا ارادہ رکھتا ہو ورنہ جو شخص قربانی کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے یہ مستحب نہیں ہے وہ نماز عید سے پہلے بھی ناخن اور بال کٹوا سکتا ہے۔

تکبیرات تشریق کی ابتداء: اسی طرح ذی الحجہ کی نویں تاریخ (عرفہ کے دن) سے تکبیرات تشریق کہنا ہر

نمازی پر واجب ہے، اس کا طریقہ یہ ہے ہر فرض نماز کے بعد بآواز بلند اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ اللہ اکبر واللہ الحمد، کہا جائے۔ علامہ ”صحکئی“ نے ان تکبیرات کی تاریخ کے بارے میں لکھا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اللہ کے حکم سے ذبح کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت سے دنبہ لارہے تھے تاکہ اسے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے ذبح کیا جائے، تو ان کو خطرہ لاحق ہوا کہ کہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام جلدی سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح نہ کریں، چنانچہ آپ ﷺ نے اس وقت فرمایا: اللہ اکبر اللہ اکبر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے یہ کلمات سنے تو آپ نے فرمایا لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو جب ان کے بدلے فدیہ آنے کی اطلاع ملی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اللہ اکبر واللہ الحمد کہا۔ (ردمختار)

ایام تشریق کو تشریق کہنے کی وجہ: ذی الحجہ کی نویں، دسویں، گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو ایام تشریق کہا جاتا ہے اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں علماء کرام کے مختلف اقوال ہیں (۱) بعض کا کہنا ہے کہ مشرکین کہا کرتے تھے اے شبیر تو سفید ہو جا کہ ہم جلیں، یعنی توروشن ہو جا اور ہم تیری روشنی میں اپنے راستے پر آتے جائیں، شبیر ایک پہاڑ کا نام ہے جب تک سورج طلوع نہیں ہوتا تھا مشرکین مزدلفہ روانہ نہ ہوتے تھے اسلام کی روشنی پھیلنے پر ان کا یہ قول باطل ہو گیا۔

(۲) بعض کا کہنا ہے کہ لوگ قربانی کے گوشت کے ٹکڑے کر دیتے تھے اور انہیں دھوپ میں سکھاتے تھے جو گوشت دھوپ میں سکھایا جاتا ہے اسے تشریق اللحم کہتے ہیں۔

(۳) بعض کا کہنا ہے کہ عید کی نماز اور قربانی کے دن کو تشریق کہا جاتا ہے اس لئے کہ عید کی نماز اس وقت ادا کی جاتی ہے جب سورج چمک رہا ہوتا ہے، اور مصلے کو بھی اسی لئے مشرق کہتے ہیں کہ وہ سورج کے نکلنے کا انتظار کرتا ہے اسی لئے عید کو تشریق کہا گیا ہے، پھر جو دن اس کے تابع ہیں ان کو بھی یہی نام دیا گیا (مسائل عید و قربانی) تکبیرات تشریق کا حکم:

نویں ذی الحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر مقیم کو ہر نماز پنجگانہ کے بعد جو جماعت مستحبہ کے ساتھ ادا کی گئی ہو ایک بار بلند آواز سے تکبیرات کہنا واجب ہے، اگر زیادہ بار کہے تو افضل ہے۔

یہ رائے امام اعظم ابو حنیفہؒ ہی ہے صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) فرماتے ہیں کہ تکبیرات تشریق کے لئے کوئی شرط نہیں، یہ تکبیرات ہر نماز پڑھنے والے پر لازمی ہیں، چاہے مقیم ہو یا مسافر، مرد ہو یا عورت۔ جماعت کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہو یا انفراداً۔ بہت سارے فقہاء نے اسی کو مفتی بہ قرار دیا ہے، اس لئے مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اسی پر عمل کریں۔

عید کی نماز کے بعد تکبیرات کا حکم:

☆ عید الاضحیٰ نماز کے بعد تکبیرات تشریق پڑھنا علماً احناف کے ہاں مختلف فیہ ہے بعض فقہاء کے نزدیک پڑھنا واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں، لیکن علامہ ابن عابدینؒ نے لکھا ہے کہ نماز عید کے بعد بھی پڑھی جائے اسی لئے کہ مسلمانوں کا اسی پر تعامل چلا آ رہا ہے اور ان کی اتباع واجب ہے (شامی)

تکبیرات تشریق کے متعلق دیگر احکام:

☆ ایام تشریق میں جو نماز فوت ہو جائے تو اگر اسی سال کے ایام تشریق میں قضاء کیا جائے گا تو اس کے بعد بھی تکبیرات تشریق کہنا واجب ہے (بہشتی زیور) اور اگر ایام تشریق والے ایام میں قضاء کرے گا تو واجب نہیں۔

☆ اگر کسی سے نماز کے بعد تکبیرات تشریق بھول جائیں اور مسجد سے باہر چلا جائے تو اس شخص سے تکبیرات ساقط ہو جائیں گے البتہ اگر اپنی جگہ پر موجود ہو تو تاخیر کے باوجود بھی یاد آنے کی صورت میں تکبیرات پڑھنا ضروری ہے۔

☆ اگر ایام تشریق میں دوسرے ایام کی قضاء نمازیں ادا کی جائیں تو اس کے بعد تکبیرات تشریق نہیں پڑھی جائیں گی

☆ اگر امام صاحب سے نماز کے بعد تکبیرات بھول جائیں تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں اور امام کا انتظار نہ کریں۔ اگر کسی سے تکبیرات تشریق چھوٹ جائیں تو پھر اس کی قضاء نہیں البتہ توبہ کرنے سے ترک واجب کا گناہ معاف ہو جائے گا۔

عید کے دن کی سنتیں:

حجامت بنوانا، غسل کرنا، مسواک کرنا، اچھے سے اچھا لباس پہننا، سرمہ لگانا، خوشبو لگانا، صبح کو بہت سویرے اٹھنا، عید گاہ کو سویرے جانا، عید کی نماز عید گاہ میں پڑھنا، عید کی نماز کے لئے جس راستے سے گیا اس کے علاوہ دوسرے راستے سے واپس آنا سنت ہے، عید گاہ کو پیادہ جانا، بقرہ عید میں نماز عید سے پہلے کچھ نہ کھانا یہ افضل ہے اور واپس آ کر قربانی کر کے اور اس کا گوشت کھانا، عید میں عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز سے یہ تکبیرات پڑھنا (اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد) عید گاہ میں وقت سے پہلے جانا اور شروع صفوں میں بیٹھنے کی کوشش کرنا۔

نماز عید کی نیت اور طریقہ نماز:

دو رکعت نماز عید الاضحیٰ مع چھ زائد تکبیرات کے خاص اللہ تعالیٰ کے لئے اس حاضر امام کی اقتداء میں پڑھتا ہوں اور جب امام تکبیر کہے تو مقتدی بھی اللہ اکبر کہہ کر ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لے۔ پہلی رکعت میں ثناء (سبحانک اللہم الخ) پڑھنے کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھنے سے پہلے امام صاحب تین بار اللہ اکبر کہے گا تو مقتدی بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں، پہلی دو بار تکبیر کہہ کر ہاتھ چھوڑ دیں، اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، اور امام صاحب سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور کوع اور پھر سجدہ کرے اور مقتدی امام کی اقتداء کرتے ہوئے رکعت پوری کریں دوسری رکعت میں امام صاحب پہلے سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے گا اور اس کے بعد

رکوع میں جانے سے پہلے امام صاحب تین بار تکبیرات کہے گا مقتدی حسب سابق اللہ اکبر کہتے ہوئے کانوں تک ہاتھ اٹھائیں اور چھوڑ دیں چوتھی بار اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں۔ مستحب یہ ہے کہ امام عید کی نماز کی پہلی رکعت میں سبح اسم ربک الاعلیٰ الخ اور دوسری رکعت میں سورۃ غاشیہ پڑھے۔

مسئلہ: نماز عید کی تکبیرات کے درمیان کوئی مسنون ذکر نہیں البتہ دو تکبیرات کے درمیان تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار وقفہ کرے۔

خطبہ: نماز عید کے بعد خطبہ پڑھا جائے گا جس کا سننا واجب ہے (کچھ لوگ خطبہ ختم ہونے سے پہلے عید گاہ سے چلے جاتے ہیں جو صریح غلطی ہے۔) خواہ خطیب کی آواز سنائی دے یا نہ دے خطبہ ختم ہونے تک اپنی جگہ بیٹھنا لازم ہے۔

مسئلہ: عید الاضحیٰ کے خطبہ میں امام صاحب قربانی اور ایام تشریق کے مسائل بیان کرے تاکہ لوگ ان مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔ یہاں چونکہ لوگ عربی زبان کوئی نہیں سمجھتے اس لئے عید کی نماز سے پہلے جو تقریر کی جاتی ہے اس میں بھی ان احکام و مسائل کا بیان کرنا ضروری ہے۔

عیدین کے خطبوں کا طریقہ: عید کا پہلا خطبہ یوں دیا جائے کہ خطیب صاحب پہلے خطبہ میں نورتبہ اللہ اکبر کہے اور دوسرے خطبہ میں سات مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر خطبہ دے ایسا کرنا مسنون طریقہ ہے حضرات علماء کرام نے لکھا ہے کہ خطیب منبر سے اترنے سے قبل چودہ مرتبہ اللہ اکبر کہے۔

مسئلہ: اسی طرح جب امام صاحب خطبہ کے لئے منبر پر چڑھتا ہو تو چڑھ کر خطبہ شروع کرے بیٹھے نہیں اس لئے کہ منبر پر بیٹھنا اذان کے اختتام کے لئے ہوتا ہے اور عیدین کے خطبوں میں اذان نہیں ہے۔ (درمختار) البتہ دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر منبر پر بیٹھے جتنی دیر جمعہ کے خطبے میں بیٹھا جاتا ہے۔

نماز عید کے متعلق متفرق مسائل:

مسئلہ: عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا واجب ہے۔ لیکن اگر کسی سے مجبوری کے تحت عیدین کی نماز باجماعت فوت ہو جائے تو پھر اس پر قضاء نہیں اس لئے کہ عیدین کی نماز میں جماعت شرط ہے اور اس کے لئے وقت بھی متعین ہیں۔ (رد المحتار باب العیدین)

مسئلہ: عید کے دن شرعی حدود میں رہتے ہوئے اظہار مسرت کرنا جائز ہے۔ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہیں کہ بقر عید کے دن جب میرے پاس میرے والد حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے تو انصار کی چند لڑکیاں بعاث کی جنگ کے اشعار پڑھ رہی تھیں اور رسول اللہ ﷺ منہ پر کیڑا ڈالے ہوئے تھے (آرام فرما رہے تھے) تو حضرت ابوبکر صدیق نے ان لڑکیوں کو منع کیا، ان کو دھمکا تو رسول اللہ ﷺ نے چہرہ مبارک سے کیڑا ہٹا کر فرمایا: ابوبکر! نہیں چھوڑ دو (ان

کو منع مت کرو) کیونکہ یہ عید یعنی خوشی کا دن ہے۔ (بخاری و مسلم)

مسئلہ: عیدین کے دن ایک دوسرے کو عید مبارک کہنا جائز ہے۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ عید کی نماز اور خطبہ ایک ہی شخص پڑھائے اگر بالفرض نماز ایک نے پڑھائی اور خطبہ دوسرے نے دیا تو نماز ہو جائے گی مگر ایسا کرنا بہتر نہیں (عزیز الفتاویٰ)

مسئلہ: عیدین کی نماز کے لئے نہ اذان دی جائے گی اور نہ اقامت۔

مسئلہ: عیدین کی نماز ایک ہی شہر میں متعدد مقامات پر بالاتفاق جائز ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز اس وقت جائز ہے جب سورج ایک نیزہ (تین گز) بلند ہو جائے اور اس کا آخری وقت نصف النہار تک ہے۔

مسئلہ: عیدین کی نماز کے بعد دعا کرنا جائز ہے۔ چاہیے نماز کے متصل اور خطبہ سے پہلے ہو یا خطبہ کے بعد ہو دونوں طرح جائز ہے۔ (مسائل ہشتی زبور مکمل)

مسئلہ: اگر امام صاحب زائد تکبیریں کہنا بھول جائے اور رکوع میں خیال آئے تو رکوع ہی میں تکبیریں کہہ لے پھر سے کھڑا نہ ہو (درمختار ۱/۵۸۵)

قربانی اور قرآن:

قربانی اسلام کی مہتم بالشان عبادت ہے، اس کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ خداوند کریم نے قرآن مجید میں کئی مرتبہ (آٹھ سورتوں میں) قربانی اور تعلقات قربانی کو بیان کیا، اسکی اہمیت، حکمت و فلسفہ اور مختلف امتوں میں اسکی شکل و صورت پر روشنی ڈالی اور امت مسلمہ کیلئے اسے دینی شعار اور امتیازی نشان قرار دیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

وَلِكُلِّ امَّةٍ جَعَلْنَا مَنَسْكَ لِيُذَكِّرَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْاَنْعَامِ (سورة الحج ۳۴)

ترجمہ: اور ہم نے ہر امت کے لئے قربانی مقرر کی تاکہ وہ اللہ کے دیئے گئے مویشیوں پر اس کا نام بلند کریں۔“

یہاں منسک سے مراد ذبح کرنا (قربانی دینا) ہے، محققین اور تقریباً تمام اکابر مفسرین نے اس کی تصریح کی ہے۔ (تفسیر قرطبی، فتح القدر للشوکائی وغیرہ)۔

اسی طرح قربانی کی حکمت اور فوائد کے بارے میں ارشاد باری ہے۔

لَنْ يَنَالَ اللّٰهُ لَحْوٌ مِّمَّا وَلَا دِمَاءُ هَا وَلَكِنْ يَنَالَهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ (سورة الحج آیت ۳۷)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے ہاں قربانی کا گوشت پوست اور خون نہیں پہنچتا مگر اس کے ہاں تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے۔

سورة الکوتر میں واضح اور قطعی حکم ہے۔ فصل لربک وانحر (سورة الکوتر ۲) ”پس اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی

کرو“ یہی معنی عبد اللہ بن عباس نے اختیار کیا ہے۔ (البنایہ شرح الہدایہ) اسی طرح دوسری آیت میں قربانی کا مفہوم

یوں ذکر ہے۔ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین (الایہ) ترجمہ: ”بیشک میری نماز قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ کے لئے ہے جو تمام عالم کا پروردگار ہے۔“ اس آیت کریمہ میں نسکی سے مراد قربانی ہے۔ اس لئے کہ احادیث مبارکہ میں نسک کا اطلاق قربانی پر ہوتا ہے۔ بخاری شریف میں روایت ہے کہ من ذبح بعد الصلوٰۃ ثم نسکھ و اصاب سنة المسلمین۔ جس نے نماز عید کے بعد ذبح کیا اس کی قربانی مکمل ہو گئی۔ اور اس نے مسلمانوں کا طریقہ پالیا۔ اسی طرح ترمذی اور ابوداؤد میں حضرت جابرؓ کی روایت ہے کہ حضور ﷺ نے قربانی کے دن سینگوں اور سفید پاؤں والے دو خسی مینڈھے ذبح فرمائے۔ جب ان کو قبلہ رخ کیا تو یہ پڑھا انی وجہت وجهی للذی فطر السموات والارض وما انا من المشرکین ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین لاشریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین (جمع الفوائد/۴۰۲)

اسی طرح حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا تھا کہ اپنی قربانی کے قریب موجود رہنا کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرے سے تمہارے ہر گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ جو تم نے کئے ہوں گے اور یہ کہنا ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین ان کے علاوہ اور بھی احادیث اور آثار موجود ہیں جن میں نسک کا اطلاق قربانی پر کیا گیا ہے۔

قربانی اور حدیث: احادیث مبارکہ میں بھی قربانی کی اہمیت اور فضیلت کو اجاگر کیا گیا ہے۔

(۱) عن ابن عمرؓ قال اقام رسول اللہ ﷺ بالمدينة عشر سنين يضحي۔ (جامع الترمذی ج ۱ ص ۲۷۷ ابواب الاضاحی) ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ دس برس تک مدینہ منورہ میں رہے اور برابر قربانی کرتے رہے۔

(۲) عن عبد اللہ بن عمر ان رسول اللہ ﷺ كان يذبح او ينحر بالمصلی حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ عید قربان کے دن حضور اقدس ﷺ مدینہ منورہ میں اونٹ یا کسی دوسرے جانور کی قربانی کرتے تھے (مسند احمد و نسائی)

(۳) عن انسؓ قال ضحی النبی ﷺ ببکشین املحین اقرنین ذبحهما بیدہ حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور اقدس ﷺ نے سینگوں والے گندم گول رنگ کے دو مینڈھے قربان کئے۔ (بخاری نیز کتاب اختلاف الحدیث للشافعی علی الام ج ۷ ص ۲۸)

(۴) بخاری شریف میں ہے ضحی رسول اللہ ﷺ عن ازواجہ بالبقر اھ کہ رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔

(۵) حضور ﷺ نے فرمایا کہ من كان له سعة ولم يضح فلا يقربن مصلانا جس شخص نے استطاعت کے باوجود قربانی نہ دی وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔

(۶) عن عائشة ان النبي ﷺ قال ما عمل ابن آدم يوم النحر عملاً احب الى الله عز وجل من هراقة دم وانه لياتي يوم القيامة بقرونهاوا اظلا فهاوا اشعارها وان الدم ليقع من الله عز وجل بمكان قبل ان يق الارض قبيوا بها نفسا۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عید قربان کے دن ابن آدم کا کوئی عمل قربانی سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو محبوب نہیں قیامت کے دن قربانی کے جانور کے سینک بال، سُم تک اعمال حسنة کو بھاری کر دیں گے۔ اسکے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں، تو طیب نفس (دل کی خوشی) سے قربانی کرتے رہو (ترمذی ابن ماجہ ص ۲۲۶)

(۷) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ قربانی سے زیادہ افضل کوئی دوسرا عمل نہیں ہے الا یہ کہ رشتہ داری کا پاس کیا جائے۔ (طبرانی)

(۸) زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ سے صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یہ قربانیاں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، قربانی تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، صحابی نے پوچھا ہمارے لئے اس میں کیا ثواب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، ایک بال کے عوض ایک نیکی ہے، اون کے متعلق فرمایا اس کے ایک بال کے عوض بھی ایک نیکی ہے (مشکوٰۃ ص ۱۲۹)

سبحان اللہ! کیا شان ہے رحمت خداوندی کا کہ اتنی بڑی دولت میسر ہو اور پھر بھی مسلمان کوتاہی کرے، مومن کی شان تو یہ ہے کہ اگر قربانی اس پر واجب نہ بھی ہو تب بھی ثواب اور نیکیوں کا یہ خزانہ ہاتھ سے نہ جانے دے۔ حضرت ابو خادمؓ قرض لے کر قربانی کرتے تھے کسی نے آپؓ سے عرض کیا کہ جب آپؓ پر قربانی واجب نہیں تو قرض لیکر قربانی کیوں کرتے ہیں؟ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں سن رہا ہوں کہ حق تعالیٰ اعلان فرما رہے ہیں کہ لکم فیہا خیر (تمہارے لئے اس میں خیر و برکت ہے) کیا اس خیر و برکت سے محروم ہو جانا کوئی دانشمندی ہے (بحوالہ دلائل و جوب قربانی ص ۸۷)

قربانی کس پر واجب ہے:

اگرچہ شریعت مقدسہ نے اپنی عادلانہ قانون کے مطابق زکوٰۃ کی طرح قربانی کے لئے بھی نصاب کی شرط لگائی ہے، کہ اگر کوئی شخص نصاب کا مالک ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور جس کے پاس نصاب کے برابر مال نہ ہو اس پر قربانی واجب نہیں ہے، البتہ زکوٰۃ اور اس میں فرق ہے، فقہانہ کے نزدیک زکوٰۃ کے حصے کے لئے مال پر سال گزرنا ضروری

ہے مگر قربانی کے وجوب کیلئے نصاب پر سال کا گزرنا ضروری نہیں ہے اگر کوئی شخص دس ذی الحجہ کی رات کو بھی مالک نصاب بن جائے تو دسویں ذی الحجہ کے دن اس پر قربانی واجب ہے وجوب قربانی کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا ان دونوں میں سے کسی ایک کی قیمت کے برابر نقدی یا ضرورت سے زائد سامان موجود ہوں اگرچہ عام طور پر حضرات علماء کرام ساڑھے باون تولہ چاندی کو نقدی کے لئے معیار نصاب قرار دیتے ہیں لیکن موجودہ حالات کی وجہ سے سونے کے نصاب کو معیار مقرر کرنا زیادہ مناسب ہے محققین علماء عرب نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ تفصیل کیلئے احقر کا رسالہ ”مروجہ کرنسی کیلئے معیار نصاب سونا یا چاندی“ مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

✽ اس لئے اگر کسی شخص کے پاس دو گاڑیاں ہیں ایک گاڑی اس کے استعمال کیلئے اور دوسری زائد ہے تو شرعاً اس پر قربانی واجب ہے۔

✽ اسی طرح ایک آدمی کے دو گھریلو پلاٹ ہوں ایک مکان میں رہتا ہو اور دوسرا ضرورت سے زائد ہو تو اگر اس مکان کی مالیت نصاب کو پہنچتی ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔

✽ کسی عورت کا مہر معقل یا جہیز میں دیئے گئے زیورات کی قیمت نصاب کے برابر ہو تو اس عورت پر بھی قربانی واجب ہے۔

✽ اگر کسی زمیندار کے پاس ہل جو تنے والے نیل اور دودھ دینے والی گائے یا بھینس کے علاوہ کوئی اور جانور ہوں اور ان جانوروں کی مالیت نصاب کے برابر ہو تو اس زمیندار پر بھی قربانی واجب ہے۔

✽ اس طرح اگر کسی نے مرنے سے قبل وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میرے لئے قربانی کی جائے تو اس کے مرنے کے بعد اگر اسکے ترکہ کے ایک تہائی مال سے قربانی ممکن ہو تو پھر اس کی طرف سے قربانی کرنا واجب ہے۔ اور اگر ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے قربانی کرنا اور ثاء پر واجب نہیں البتہ اگر وراثت اپنی طرف سے ایصال ثواب کے لئے کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

✽ اور اگر کسی شخص پر قربانی واجب نہ تھی مگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس شخص پر ابھی اس جانور کی قربانی واجب ہے۔ (شامی)

قربانی کے بدلے صدقہ و خیرات کا حکم:

اب اگر کسی صاحب استطاعت شخص سے کسی غفلت یا عذر کی بناء پر قربانی کرنا نہ جائے یعنی وہ ان دنوں بناء بر عذر شرعی قربانی نہ کر سکے تو ان دنوں کے بعد قربانی کی قیمت فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے اور اگر قربانی کے لئے جانور خرید کیا ہو اور بلا عذر رہ گیا ہو تو ابام اضحیٰ کے بعد اس جانور کو صدقہ کرنا واجب ہے۔ یاد رہے قربانی کے

مخصوص تینوں ایام میں قیمت صدقہ کرنے سے قربانی ادا نہ ہوگی، بلکہ ان دنوں جانور ہی ذبح کرنا ہوگا۔ قربانی کے بدلے صدقہ دیئے کو علماء نے تحریف فی الدین قرار دیا ہے اور اسکودین کے انہدام کے مترادف کہا ہے اور یہاں تک لکھا ہے کہ دیندار مسلمانوں پر منکرین قربانی کے خلاف کافروں کی طرح لشکر کشی کرنا لازمی ہے۔ (دلائل وجوب قربانی۔ ص ۹۸)

شرائط وجوب قربانی: قربانی واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں:

- (۱) اسلام (غیر مسلم پر واجب نہیں) (۲) اقامت (مسافر پر واجب نہیں)
- (۳) حریت یعنی آزاد ہونا۔ (غلام پر واجب نہیں) اس کے لئے مرد ہونا شرط نہیں عورتوں پر بھی نصاب کی موجودگی میں قربانی واجب ہے، نابالغ پر نہ خود واجب ہے نہ اس کی طرف سے اس کے ولی پر واجب ہے، لیکن صاحب بدائع علامہ کاسائی اور علامہ شامیؒ نے عقل اور بلوغ کو شرائط وجوب قربانی میں شامل نہیں کیا ہے، لکھتے ہیں کہ واما البلوغ والعقل فلیسا من شرائط الوجوب فی قوله ابی حنیفة و ابی یوسف حتی تحب الاضحیة فی مال الصبی والمجنون اذا کانا موسرین (بدائع الصنائع ۶۴/۵)
- علامہ مرغینانیؒ نے اس کو صحیح کہا ہے کہ مالدار بچے کا ولی اس کے مال سے اس کے لئے قربانی کرے گا، علامہ ہسکلیؒ نے لکھا ہے: یوضی عن ولده الصغیر من ماله صححه فی الہدایۃ قال ابن عابدین تحت قوله حیث قال والاصح ان یضی من ماله (رد المحتار ۶/۳۱۶)
- (۴) تو انگری یعنی جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو اس پر عید کے دن صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے چاہے وہ مال تجارت ہو یا نہ ہو، اور چاہے اس پر پورا سال گزر چکا ہو یا نہ گزرا ہو۔ (بہشتی زیور)

آداب قربانی:

- ☆ قربانی ایک عظیم عبادت ہے اس کو خوب خلوص دل سے ادا کرنی چاہیے، بہتر یہ ہے کہ قربانی کا جانور عید سے چند روز قبل خریداجائے اور عید تک اس کو خوب پالا جائے۔
- ☆ قربانی سے قبل چھری کو خوب تیز کر دیا جائے۔ اسی طرح ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کیا جائے۔ اسی طرح جانور کو ذبح کرنے کے بعد اس کی کھال جلدی نہ اتاری جائے، حتیٰ کہ وہ جانور خوب ٹھنڈا ہو جائے۔
- ☆ قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھوں ذبح کرنا افضل ہے، اگر کوئی خود ذبح نہیں کر سکتا یا جانتا نہیں تو دوسرے سے ذبح کر سکتا ہے مگر ذبح کرتے وقت خود موقع پر حاضر رہنا زیادہ بہتر ہے۔
- ☆ قربانی کے جانور کو قبلہ رخ لٹا کر پہلے یہ دعا پڑھے:

اِنِّی وَجْهْتُ وَجْهَیْ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفاً سَلَمًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحِیَّاتِیْ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ

© rasailojaraid.com

الْعَالَمِينَ۔ لا شریک لہ، وبذلک اُمرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْکَ وَلَکَ۔ پھر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اللہم تقبلہ مِنِّی کَمَا تَقْبَلُتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْہِمُ السَّلَام۔

☆ جب قربانی کو ذبح کیا جائے تو یہ دعا پڑھے اللہم تقبلہ مِنِّی کَمَا تَقْبَلُتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْہِمُ السَّلَام۔ اس لئے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ایک سیاہ رنگ کا سینگوں والا مینڈھا ذبح کیا اور پھر یہ دعا فرمائی بِسْمِ اللّٰهِ اللّٰهُمَّ تَقْبَلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ (مشکوۃ)

☆ قربانی کرتے وقت زبان سے نیت کہنا یا دعا پڑھنا ضروری نہیں اگر صرف دل میں خیال لائے کہ میں قربانی کرتا ہوں اور بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر جانور کو ذبح کرے تو قربانی درست ہوگی البتہ زبان سے دعا پڑھنا اور نیت کرنا بہتر ہے۔
☆ قربانی کے جانور کی رسی وغیرہ کو خیرات کر دے تو بہتر ہے تاہم اگر اسکو بعیہ استعمال میں لانا چاہے تو لایا جاسکتا ہے
قربانی کے جانور:

اونٹ، گائے، بکری کی تمام انواع (زُماہ، خُصی، غیر خُصی) کی قربانی ہو سکتی ہے، بھینس گائے میں شمار ہے اور بھیڑ یا دنبہ بکری میں، گائے، بھینس، اونٹ ان سب میں سات آدمی بھی شریک کر سکتے ہیں جبکہ کسی کا ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ اگر کسی گائے یا اونٹ میں سات یا اس سے کم آدمی شریک ہوئے تو سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ یا زیادہ ہوئے تو سب کی قربانی نہ ہوگی۔

اگر بالفرض آٹھ نو آدمی مشترکہ طور پر دو یا تین گائے خریدیں اور مشترکہ طور پر ذبح کریں یہ قربانی بھی شرعاً جائز نہیں ہے اسلئے کہ ان جانوروں میں ہر ایک کے اندر یہ آٹھ نو آدمی شریک ہیں البتہ اگر آٹھ آدمی مشترکہ طور پر آٹھ بکرے خریدیں۔ اور قربانی کرے تو اتھسا نا ان تمام کی قربانی جائز ہے۔ (بدائع)
جانور کی عمر:

اونٹ پانچ سال کا، گائے بھینس دو سال کی، بکری ایک سال کی، اس سے کم عمر کی قربانی جائز نہیں ہاں اگر دنبہ یا بھیڑ اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو چھ مہینے کی عمر والے کی بھی قربانی درست ہے۔
کون سے جانور کی قربانی جائز نہیں:

کانے اور اندھے جانور کی قربانی جائز نہیں۔ اگر ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا یا دم تہائی یا اس سے زیادہ کٹ گئی (یہ پیدا نشی نہ ہوں) تو قربانی درست نہیں اتنا لاغر جس کی ہڈیوں میں مغز نہ ہو یا ایسا لنگڑا جو تین پاؤں سے چل سکتا ہے چوتھا پاؤں رکھ نہیں سکتا، اس سے چل نہیں سکتا، اس کی قربانی درست نہیں جس کے سارے یا آدھے سے

زیادہ دانت نہ ہوں اس کی قربانی بھی جائز نہیں، جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں یا ٹوٹ گئے ہوں، مگر جڑیں سالم نہ ہوں یا خسی ہو اس کی قربانی درست ہے۔

خفشی جانور جس میں نر و مادہ دونوں کی علامتیں ہوں اور جلالہ جو صرف غلیظ چیزیں کھاتا ہو یا جس کی ٹانگ کٹی ہو اس کی قربانی جائز نہیں اور اگر جانور خریدنے کے بعد ایسا کوئی عیب پیدا ہو تو اس کے بدلے میں دوسرا جانور خریدے ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہ ہو تو اس کے واسطے درست ہے کہ وہی قربانی کر دے۔

قربانی کے اوقات:

(۱) قربانی کا وقت بقرعید یعنی ۱۰ ذی الحجہ کی طلوع صبح صادق سے بارہویں کے غروب آفتاب تک ہے پہلا دن ۱۰ ذی الحجہ سب سے افضل ہے پھر ۱۱ ذی الحجہ پھر ۱۲ ذی الحجہ کا درجہ ہے۔

(۲) بقرعید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہاں دیہات یا قصبوں والے جہاں نماز عید نہ ہوتی ہو نماز فجر کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔

(۳) رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں شاید اندھیرے میں کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

قربانی کے گوشت کا حکم:

مسئلہ: قربانی کرنے والا قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے دوست و اقارب، غنی و فقراء سب کو دے سکتا ہے بہتر یہ ہے کہ کم از کم تہائی حصہ خیرات کر دے اس سے کمی نہ کرے۔

کما فی ملتقى الابحر ویاکل من لحم اضحیة ویطعم من شاء من غنی و فقیر وندب ان لاتنقص الصدقة عن الثلث۔

مسئلہ: اگر سات آدمی قربانی میں شریک ہوں تو گوشت اندازے سے نہ بانٹیں بلکہ صحیح تول کر تقسیم کریں ورنہ گناہ ہو گا۔ کما فی ملتقى الابحر: ویجوز اشتراک اکل من سبعة ولواثنین ویقسم لحمهما ورنالاجزافاً۔

مسئلہ: اگر اپنی خوشی سے کسی مردہ کو ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کی جائے تو اس قربانی کے گوشت میں سے کھانا یا کھانا اور بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔ (بہشتی زیور)

مسئلہ: قربانی کا گوشت جس طرح مسلمان کو دینا جائز ہے اسی طرح غیر مسلم کو دینا جائز ہے۔ کما فی الہندیة ویہب منها ما یشاء للغنی و الفقیر و المسلم و الذمی کذا فی الغیاثیة (۳۰۰/۵) مگر بہتر نہیں (فتاویٰ رحیمیہ ۳۱/۱۰)

مسئلہ: جس جانور کا گوشت کھانا جائز ہے اس کے سات اجزاء یعنی سات چیزیں کھانا حرام ہیں۔ (۱) دم مسفوح (۲)

پیشاب کی جگہ (ذکر و فرج) (۳) دونوں نصیہ (نوط) (۴) پاخانے کی جگہ (مقعد) (۵) غدود (۶) مثانہ یعنی وہ جگہ جس میں پیشاب رہتا ہے۔ (۷) پتہ (بدائع الصنائع ۶۱/۵) اور کنز الدقائق میں حرام مغز کو بھی حرام لکھا ہے۔ وہ ایک سفید ڈوری دودھ کی طرح پیٹھ کی ہڈی کے اندر کمر سے لیکر گردن تک ہوتی ہے اس کو حرام مغز کہا جاتا ہے۔ اور بعض علماء نے مقعد پر جو تین گرہیں ہوتی ہیں ان کو بھی حرام لکھا ہے۔ (خلاصۃ المسائل ص ۱۰۸ بحوالہ مسائل عیدین و قربانی ص ۱۷۵)

مسئلہ: گوشت چاہیے قربانی کا ہو یا عام مذبحہ جانور کا اسکو دھوئے بغیر بھی کھایا جاسکتا ہے۔ دھونے کی ضرورت نہیں (بحوالہ فتاویٰ محمودیہ ۳۱۶/۲) لیکن اگر کوئی دھونا چاہیے تو دھوسکتا ہے۔ مگر اسکو ناپاک سمجھ کر دھونا غلط ہے۔

مسئلہ: نذر کیا ہوا قربانی کا گوشت نازنہ تو خود کھا سکتا ہے اور نہ اغنیاء کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس تمام گوشت کو فقراء میں تقسیم کرنا واجب ہے البتہ نفلی قربانی کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے اور دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔

کھال کے متعلق احکام و مسائل:

قربانی چونکہ تقرب الی اللہ کے لئے کی جاتی ہے اس لئے اس کی کھال کا حکم بھی گوشت کی طرح ہے اس کو اپنے مصرف میں لانا اور صدقہ کرنا دونوں طرح جائز ہے۔ صدقہ کے طور پر ہر کسی کو دیا جاسکتا ہے مگر مدارس اسلامیہ کے غریب اور نادار طلباء ان کھالوں کا بہترین مصرف ہیں اس میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیاء دین کی خدمت تعاون بھی اسلئے مسلمانوں کو چاہیے کہ قربانی کی کھالیں مدارس اسلامیہ کے غریب طلباء کو دیں۔

قربانی کی کھال کو فروخت کر کے اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں لانا جائز نہیں بلکہ اس کی قیمت کو صدقہ کرنا واجب ہے بلکہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ بدون نیت صدقہ قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

مسئلہ: قربانی کے گوشت اور کھال کے بعینہ موجودگی میں قربانی کرنے والے کو تین قسم کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں (۱) کہ خود کھائے اور بعینہ کھال خود استعمال میں لائے۔ (۲) رشتہ دار اولاد یا خاندان اور اغنیاء کو کھلائے اور بعینہ کھال ان کو تملیک دے دے۔ (۳) فقراء و مساکین پر صدقہ کرے۔ (کمانی جواہر الفقہ)

مسئلہ: اس لئے کہ قربانی کے گوشت اور پوست کو صدقہ کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے۔ (کمانی الہدیہ)

مسئلہ: اس لئے بعینہ کھال کو مدارس مساجد رفاه عامہ کے لئے وقف کرنا درست ہے۔ اگرچہ بعض اہل حضرات اس سے اختلاف کرتے ہیں۔

مسئلہ: مگر قربانی کی کھال گوشت کی چربی بلکہ کسی بھی جزء کو کسی کو حق الخدمت کے طور پر دینا جائز نہیں اس لئے قربانی کی کھال مسجد کے امام مؤذن خادم اور مدرسہ کے مدرس کو تنخواہ میں دینا ناجائز ہے۔ (الہدیہ) ہاں اگر ان مذکورہ حضرات کو بلا عوض دیا جائے تو جائز اور صحیح ہے۔

مسئلہ: قربانی کی کھال کے سلسلے میں قربانی کرنے والے کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ اس کھال کو اس چیز سے

تبدیل کرے جس کی ذات سے بعینہ فائدہ لیا جاسکتا ہو۔ (مجمع الانهر)

مسئلہ: لیکن اگر اس چیز کی ذات سے اس کے استھلاک کے بغیر فائدہ ممکن نہ ہو تو پھر شرعاً اس تبادلہ کی گنجائش نہیں جیسے کھال کوروٹی، سالن وغیرہ سے تبدیل کرنا۔ (مجمع الانهر)

مسئلہ: مگر قربانی کی کھال اور گوشت دونوں روپیہ پیسہ کے عوض فروخت کرنا مکروہ ہے اس لئے قربانی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندوں کی مہمانی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ مہمان کو کھانے اور پینے کی اجازت ہوتی ہے۔ فروخت کرنے کی نہیں۔ علامہ کاسائی نے لکھا ہے ولا تھام من ضیافۃ اللہ تعالیٰ عز شانہ التی اضاف بھا عبادہ و لیس للضیف اب یبیع من طعام الضیافۃ شیفاً (بدائع الصنائع ۵/۸۱) لیکن اگر کسی نے پیسوں کے حصول کے لئے فروخت کر دیا تو بیع صحیح ہوگا۔

مسئلہ: مگر کھال یا گوشت کے عوض حاصل شدہ رقم کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ: البتہ اگر کھال کو فروخت کرتے وقت نیت مال کے حصول کی نہ تھی، بلکہ اس نیت سے فروخت کیا کہ اس حاصل شدہ مال کو صدقہ کرے گا تو یہ ایسا کرنا بلا کر اہت صحیح ہے۔ کما فی البحر و لو باعھا بالدارھم لیتصدق بھا جاز لانہ قربۃ کالتصدق بالجلد واللحم (۸/۳۲۷) لیکن جس نے قربانی کی کھال خریدی وہ اس کا مالک ہو گیا اب وہ اس میں ہر قسم کا تصرف کر سکتا ہے۔ چاہے اس کھال کو اپنے پاس رکھے یا فروخت کر کے قیمت اپنے خرچ میں لائے۔ (امداد الفتاویٰ) لیکن ان دونوں صورتوں میں کھال کے عوض حاصل شدہ رقم کو فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے کھال کی اس رقم کو اپنے اصول (ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، وغیرہ اور پرنک) اور فروغ (بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، 'نواسا'، نواسی وغیرہ نیچے تک) اسی مالدار اور اس کے نابالغ اولاد کو دینا جائز نہیں۔

مسئلہ: اور نہ اس رقم کو شفا خانہ، پل، کنوؤں، مساجد، مدارس اور رفاعہ کی تعمیر پر صرف کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: البتہ جن مدارس میں غریب طلباء کیلئے لنگریاں، انکو وظائف دینے کا انتظام ہوں تو وہاں اس رقم کو دیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ: ظاہر الروایۃ کے مطابق یہ رقم بنو ہاشم اور سادات کو دینا بھی درست نہیں۔ البتہ نادر الروایۃ میں بنو ہاشم کو زکوٰۃ اور دیگر صدقات دینا جائز ہے اس کو امام طحاوی، علامہ انور شاہ کشمیری اور دیگر فقہاء و محدثین نے فی زمانہ راجح قرار دیا ہے احقر (راقم الحروف) کے بھی موجودہ حالات اور فحس الحس نہ ہونے کی وجہ سے جائز سمجھتا ہے۔ (تفصیل کیلئے احقر کا رسالہ "سادات اور بنو ہاشم کو زکوٰۃ دینے کی شرعی حیثیت" مطالعہ کیا جائے)

مسئلہ: اسی طرح حرم قربانی کی قیمت ان انجمنوں، سیاسی یا لسانی جماعت جہاں غریبوں کو مالکانہ طور پر نہ دیا جاتا ہو، بلکہ اسکوا سیاسی جلسوں، ملازمین کی تنخواہوں، دفاتر کی تعمیر اور انکے فرنیچر وغیرہ میں صرف کیا جاتا ہو دینا جائز نہیں ہے۔

قربانی کے متفرق مسائل:

- ✽ جو بیٹا باپ کے ساتھ کاروبار میں لگا ہوا اور کاروبار میں اس کا اپنا حصہ نہ ہو اور اس کے علاوہ بھی بیٹے کی ملکیت میں اتنا سرمایہ نہ ہو جو نصاب کو پہنچتا ہو تو بیٹے پر قربانی واجب نہیں البتہ اگر باپ مالدار ہو تو باپ قربانی کرے گا۔
- ✽ اگر کسی کی بیوی یا بالغ اولاد کے پاس اتنا سرمایہ موجود ہو جو نصاب تک پہنچتا ہو اور باپ کی ملکیت میں نصاب کے برابر کچھ نہ ہو تو بیوی اور بالغ اولاد پر قربانی واجب باپ پر نہیں۔
- ✽ اگر عورت کا مہر نصاب کے برابر ہو مگر شوہر نے ابھی تک ادانہ کیا ہو اور شوہر فقیر ہو تو عورت پر قربانی واجب نہیں
- ✽ اگر کسی کے پاس ۱۰ ذی الحجہ کو نصاب کے برابر مال نہ تھا مگر اچانک ۱۲ ذی الحجہ کو مالدار ہو تو اس شخص پر قربانی واجب ہے اگرچہ وہ ۱۲ ذی الحجہ کے سورج ڈوبنے سے قبل مالدار ہوا ہو۔
- ✽ اگر کوئی مالدار شخص ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے پہلے سفر پر روانہ ہوا اور قربانی کے دن سفر ہی میں رہا تو اس شخص پر قربانی واجب نہیں ہے۔
- ✽ قربانی کے حصہ میں کسی دوسرے آدمی کو شریک نہیں کیا جاسکتا البتہ ثواب میں دوسرے مسلمانوں کو شریک کیا جاسکتا ہے احادیث کی کتابوں میں یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک مینڈھا ذبح فرمایا اور اس کے ثواب میں پوری امت کو شریک فرمایا۔
- ✽ قربانی کے لئے ضروری ہے کہ تمام شرکاء کی نیت قرب الہی کی ہو اگرچہ یہ نیت مختلف قربات کی ہو لہذا متفہمین اور واجبین تمام کا ایک ہی جانور میں شریک ہونا درست ہے اور تمام کی قربانی جائز ہے البتہ اگر شرکاء میں کسی ایک کی نیت قرب الہی کی نہ ہو تو سب کی قربانی درست نہیں ہے۔
- ✽ اگر کسی پر قربانی کئی سالوں سے واجب تھی مگر اس نے استطاعت کے باوجود قربانی نہیں کی تو اس کیلئے لازمی ہے کہ اپنے اس عمل پر استغفار کرے اور جتنے سال اس نے قربانی نہیں کی ہے اس قدر قربانی کی قیمت صدقہ کرے
- ✽ اگر قربانی سے دودھ یا اون وغیرہ اتار گیا ہو اس کو صدقہ کرے یا اس کی قیمت صدقہ کرے۔
- ✽ اگر کسی جانور میں چند آدمی شریک ہوئے اور وہ قربانی کے گوشت کو تقسیم کرنا نہیں چاہتے بلکہ وہاں کے فقراء کو دینا چاہتے ہیں تو دے سکتے ہیں تقسیم کرنا ضروری نہیں۔
- ✽ ایک شخص پر قربانی واجب تھی اور اس نے قربانی کے لئے جانور بھی خریدنا شروع کرنے سے قبل وہ جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خرید لینا واجب ہے۔ اب اگر وہ جانور بھی مل جائے تو بہتر یہ ہے کہ اس جانور کی بھی قربانی کی جائے۔
- ✽ اور جس پر قربانی واجب نہ ہو اور اس نے نفلی قربانی کے لئے جانور خریدا اور وہ قربانی سے پہلے گم ہو گیا یا چوری ہو

گیا یا مر گیا تو اس شخص پر دوسرا جانور خریدنا واجب نہیں البتہ وہ جانور ایام قربانی سے پہلے ملا تو اس کو ذبح کرے اور اگر ایام قربانی کے بعد ملے اس جانور کو یا اس کی قیمت کو صدقہ کر دے۔ لیکن اگر اس نے قربانی کے لئے دوسرا جانور خریدنا اور قربانی سے قبل پہلا گم شدہ جانور بھی ملا تو اب دونوں کا ذبح کرنا ضروری ہے اس لئے کہ جب کوئی غریب آدمی قربانی کی نیت سے جانور خریدے تو وہ نذر کے حکم میں ہے جس کا پورا کرنا واجب ہے۔

❖ قربانی کے جانور کو ذبح کے لئے جس طرح بھی لٹایا جائے درست ہے البتہ مستحب یہ ہے کہ قربانی کے جانور کو قبل رخ لٹایا جائے۔

❖ جانور کو دائیں ہاتھ سے ذبح کرے اگر بلا عذر بائیں ہاتھ سے ذبح کیا قربانی تو جائز ہے البتہ خلاف سنت ہے
اغلاط العوام:

☆ عوام الناس میں ایک غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ جس چھری میں لکڑی کا دستہ نہ ہو اس چھری سے جانور مردار ہو جاتا ہے شریعت مقدسہ میں اسکی کوئی حقیقت نہیں ہے چھری جس دھات کی بنی ہو اس سے جانور کو ذبح کرنا جائز ہے۔
☆ اسی طرح عوام الناس میں یہ بات بھی کافی حد تک شہرت پا چکی ہے کہ عورت ذبح نہیں کر سکتی اگر وہ ذبح کرتے تو جانور مردار ہو جاتا ہے۔ یہ بات بے اصل ہے عورت اگر ذبح کرنا جانتی ہو تو جانور کو ذبح کر سکتی ہے اور اپنی قربانی کو تو خود ہی ذبح کرے۔

☆ بعض عوام کہتے ہیں کہ کہ بقر عید کے قربانی ہونے تک روزہ سے رہے یہ محض بے اصل ہے البتہ قربانی سے اول کھانا نہ کھانا مستحب ہے لیکن وہ روزہ نہیں نہ تو یہ فرض ہے نہ روزہ کا ثواب ہے نہ روزہ کی نیت ہے۔
☆ بعض لوگ خسی جانور کی قربانی کو درست نہیں سمجھتے سو یہ غلط ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بذات خود خسی جانور کی قربانی کی ہے۔ اس لئے خسی جانور کی قربانی زیادہ فضیلت کی حامل ہے۔

☆ بعض لوگوں سے سنا گیا ہے کہ جو شخص قربانی کا حصہ لے اس کو ذی الحجہ کی پہلی تاریخ سے گوشت کھانا بند کر دینا چاہیے شریعت مقدسہ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ بے اصل ہے۔

☆ اور یہ بھی سنا گیا ہے کہ بعض لوگ یکم ذی الحجہ سے قربانی تک بیوی سے ملاپ کو شرعاً منع اور گناہ سمجھتے ہیں یہ بھی غلط ہے شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں۔

☆ بعض لوگوں میں مشہور ہے کہ ذابح کی اعانت کرنے والوں مثلاً جانور کے ہاتھ پیر اور منہ پکڑنے والوں پر بھی بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ لینا واجب ہے شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں البتہ جو شخص ذابح کے ساتھ چھری چلانے میں شریک ہو اس پر بسم اللہ پڑھنا واجب ہے۔